ایمان وعقائد

محمد ارشد کمال☆

عقیدۂ عذابِ قبر اور اس کی ضروری تفصیلات

اسلامی عقائد میں سے ایک عقیدہ عذابِ قبر کا بھی ہے جو نہ صرف قرآنِ مجید بلکہ صحیح اور متواتر احادیث سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہے، نیز عام اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ مرنے کے بعد ہر انسان سے عالم برزخ میں سوالات ہوتے ہیں، خواہ اسے قبر میں دفن کیا جائے یا نہیں، اسے درندے کھا جائیں یا پھر آگ میں جلا کر ہوا میں اُڑا دیا جائے یا وہ پانی میں ڈوب کر مر جائے اور اسے مچھلیاں اپنی خوراک بنالیں۔ ہر انسان سے اس کے ایمان کے متعلق محاسبہ ہونا ہی ہے، پھر اگر وہ ایماندار ہوگا تو قبر (برزخ) میں اسے کامیابی اور ثابت قدمی نصیب ہوگی، اور اگر وہ کافر یا منافق ہو تو اسے قبر میں قطعاً ثابت قدمی نصیب نہیں ہوگی۔

❶ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾ (ابراہیم:۱۴/۲۷)

''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ البتہ ناانصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے، اللہ جو چاہے کر گزرے۔''

تمام مفسرین، محدثین اور علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ خود ناطقِ وحی جناب محمد ﷺ سے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی منقول ہے۔

◉ چنانچہ سیدنا براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

«إذا أقعد المؤمن في قبره أتى، ثم شهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، فذلك قوله ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ......﴾»

''مؤمن جب اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں، پھر وہ شہادت

☆ فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ ...... مؤلف کتاب ''عذابِ قبر اور اس کے منکرین''

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ پس یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول: ﴿يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ...... الآية﴾ کا۔'' (بخاری: رقم ۴۶۹۹)

◉ محمد بن بشارؒ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: '' ﴿يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ......﴾ نزلت في عذاب القبر» ''یعنی یہ آیت عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

(بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، رقم:۱۳۶۹)

❷ اسی طرح ایک دوسرے مقام پر رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ أَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى﴾ (طٰہٰ:۱۲۴تا۱۲۶)

''اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا یقیناً اس کے لئے تنگ زندگی ہوگی اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا جبکہ (اس سے پہلے) تو میں بلاشبہ دیکھنے والا تھا۔ وہ (اللہ) فرمائے گا: اسی طرح تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں لیکن تو نے انہیں فراموش کردیا، اس طرح آج کے دن تجھے فراموش کردیا جائے گا۔''

◉ اس آیت میں مَعِيْشَةً ضَنْكًا کی تفسیر صاحبِ قرآن محمد ﷺ نے یوں بیان فرمائی۔

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وإن الكافر إذا أتى من قبل رأسه لم يوجد شيء ثم أتى عن يمينه فلا يوجد شيء ثم أتى عن شماله فلا يوجد شيء ثم أتى من قبل رجليه فلا يوجد شيء. يقال له: اجلس فيجلس خائفا مرعوبا فيقال له: أرأيتك هذا الرجل الذي كان فيكم ماذا تقول فيه وماذا تشهد به عليه؟ فيقول: أي رجل؟ فيقال: الذي كان فيكم. فلا يهتدي لاسمه حتى يقال له: محمد. فيقول: ما أدري سمعت الناس قالوا قولا فقلت كما قال الناس. فيقال له: على ذلك حييتَ وعلى ذلك متَّ وعلى ذلك تُبعث إن شاء الله. ثم يفتح له باب من أبواب النار فيقال له: هذا مقعدك من النار وما أعد الله لك فيها. فيزداد حسرة وثبورا ثم يفتح له باب من

www.KitaboSunnat.com

أبواب الجنة فيقال له: ذلك مقعدك من الجنة وما أعد الله لك فيه لو أطعته. فيزداد حسرة و ثبورا ثم يُقيَّض عليه قبره حتى تختلف فيه أضلاعه فتلك المعيشة الضنكة التي قال الله: ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا﴾»

(صحیح ابن حبان کتاب الجنائز، رقم:۳۱۰۳ 'حسن' کما قالہ الالبانی)

''اور بے شک کافر کو (عذاب دینے کے لئے فرشتے) اس کے سر کی طرف سے آتے ہیں۔ وہ (ایمان اور عمل صالح کی) کوئی رکاوٹ نہیں پاتے۔ پھر وہ اس کے دائیں جانب سے آتے ہیں پس وہ کوئی رکاوٹ نہیں پاتے۔ پھر وہ بائیں طرف سے آتے ہیں، ادھر بھی کوئی رکاوٹ نہیں پاتے۔ پھر وہ اس کے پاؤں کی جانب سے آتے ہیں تو ادھر بھی کوئی رکاوٹ نہیں ملتی۔ پھر اس (کافر کو) کہا جاتا ہے: بیٹھ جا۔ وہ خوف زدہ اور سہا ہوا بیٹھ جاتا ہے۔ فرشتے پوچھتے ہیں: جو شخص تم میں (رسول بنا کر) بھیجا گیا تھا، اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے اور اس کے متعلق تو کیا گواہی دیتا ہے؟ جواب میں کافر کہتا ہے: کون سا آدمی؟ فرشتے کہتے ہیں: جو تم میں بھیجا گیا تھا۔ اسے آپؐ کے نام کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلتا یہاں تک کہ اسے بتایا جاتا ہے کہ محمد ﷺ (کے متعلق پوچھا جارہا ہے)۔ وہ کافر کہتا ہے: میں تو نہیں جانتا (البتہ) میں نے لوگوں کو (آپؐ کے متعلق) کچھ کہتے ہوئے سنا تھا۔ پھر میں نے بھی لوگوں کی طرح ہی کہہ دیا۔ فرشتے کہتے ہیں: اس شک پر تو زندہ رہا اور اسی پر مرا اور ان شاء اللہ اسی پر تو اُٹھایا جائے گا۔ پھر جہنم کے دروازوں میں ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی بتادیا جاتا ہے کہ تیرا ٹھکانہ یہ آگ ہے (اور دوسرے عذاب) جو اللہ نے تیرے لئے تیار کررکھے ہیں۔ پس (اس نظارے کے بعد) اس کی ندامت اور ہلاکت میں اضافہ ہوتا ہے۔ پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ اگر تو (اللہ اور اس کے رسولؐ کی) اطاعت کرتا تو یہ جنت تیرا ٹھکانہ ہوتی اور (دوسری نعمتیں) جو اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھی تھیں۔ (اس نظارے کے بعد) اس کی ندامت اور ہلاکت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ پھر اس پر اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اسکی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں دھنس جاتی ہیں۔ پس یہ ہے معیشة ضنكا (کی تفسیر) جسکے متعلق اللہ نے فرمایا ہے: ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا﴾''

◉ اسی طرح سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ایک دوسری حدیث یوں ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

''نبی ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: أتدرون فیما أنزلت هٰذه الآية ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ﴾ أتدرون ما المعیشة الضنكة؟ کیا جانتے ہو کہ یہ آیت ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا﴾ کس چیز کے متعلق نازل ہوئی؟ کیا تم جانتے ہو کہ معیشة ضنكة کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عذاب الكافر في قبره والذي نفسي بيده أنه يسلط عليه تسعة وتسعون تنينا. أتدرون ما التنين؟ سبعون حية لكل حية سبع رؤوس يلسعونه ويخدشونه إلى يوم القيامة (صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، رقم: ۳۱۱۲، ۳۱۰۹ حسنہ الالبانی)

''(معیشة ضنكًا سے مراد یہ ہے کہ) کافر کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کافر پر ننانوے تنین مسلط کر دیے جاتے ہیں۔ جانتے ہو کہ تنین سے کیا مراد ہے؟ اس سے ستر سانپ (مراد) ہیں اور ہر سانپ کے سات سرے (منہ) ہیں جن کے ساتھ وہ قیامت تک کافر کو کاٹتے رہیں گے۔''

◉ اسی آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

وقول رابع وهو الصحيح أنه عذاب القبر قاله أبوسعيد الخدري وعبدالله بن مسعود وروٰى أبوهريرة مرفوعًا عن النبي ﷺ وقد ذكرنا في كتاب 'التذكرة' قال أبوهريرة يضيق على الكافر قبره حتى تختلف فيه أضلاعه وهوالمعيشة الضنك (تفسیر قرطبی: ۱۱/۲۵۹، طبع ایران)

''**چوتھا قول** اور یہی صحیح ہے کہ بے شک معیشة الضنك (سے مراد) عذابِ قبر ہے۔ یہ قول ابوسعید خدری اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم) کا بھی ہے اور ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے مرفوع بیان کیا ہے جسے ہم نے اپنی کتاب التذکرۃ میں ذکر کیا ہے۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ کافر پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہو جاتی ہیں یہی معیشة ضنك ہے۔''

◉ علامہ شوکانیؒ نے اپنی بھی اپنی تفسیر میں اس سلسلے میں مروی متعدد روایات درج کرنے کے بعد یہی قرار دیا ہے کہ معیشة ضنك سے مراد عذابِ قبر ہی ہے۔ (تفسیر فتح القدیر: ۳/۳۹۲)

◉ سید احمد حسن دہلوی نے بھی اس بارے میں سلف کے بعض اقوال ذکر کرنے کے بعد

www.KitaboSunnat.com

مسند بزار میں حضرت ابوہریرہؓ کی سند سے مروی ایک معتبر حدیث کی بنا پر یہی قرار دیا ہے کہ خود صاحبِ وحی ﷺ نے معیشة ضنك کی تعریف عذابِ قبر فرمائی ہے۔ (احسن التفاسیر: ۱۹۹/۴)

❸ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد ہے:

﴿فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (المؤمن: ۴۵،۴۶)

''پس اسے (آلِ فرعون میں سے مؤمن آدمی کو) اللہ نے تمام سازشوں سے محفوظ رکھ لیا جو اُنہوں (فرعونیوں) نے سوچ رکھی تھیں اور فرعونیوں پر بُری طرح کا عذاب اُلٹ پڑا۔ (یعنی) آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح و شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔''

عذابِ قبر کے اثبات میں ان آیات میں دو بڑی واضح دلیلیں موجود ہیں: قیامت قائم ہونے سے پہلے قومِ فرعون کو صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور قیامت سے پہلے اُنہیں جس عذاب پر پیش کیا جا رہا ہے، وہی عذابِ قبر ہے۔ یاد رہے کہ آگ پر پیشی آلِ فرعون کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ اس میں تمام مجرمین شامل ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

«إن أحدكم إذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشي، إن كان من أهل الجنة فمن أهل الجنة، وإن كان من أهل النار فمن أهل النار فيقال هذا مقعدك حتى يبعثك الله يوم القيامة» (بخاری: کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۷۹)

''بے شک جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا ٹھکانا اسے صبح و شام دکھایا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہے تو جنت والوں میں، اور اگر وہ دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں، پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھ کو اٹھائے گا۔''

معلوم ہوا کہ صبح و شام آگ پر پیشی صرف آلِ فرعون کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ اس میں وہ سب لوگ شامل ہیں جن کے اعمال فرعون اور آلِ فرعون جیسے ہوں۔

دوسری دلیل اس آیت میں یہ ہے کہ قیامت کے دن فرشتوں سے کہا جائے گا کہ قومِ فرعون کو زیادہ سخت عذاب میں داخل کرو۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس سے پہلے جو ان کو کم

عذاب دیا گیا تھا، وہ عذابِ برزخ تھا کیونکہ روزِ محشر تو اُنہیں أشد العذاب ہوگا۔ اس کے مقابلے میں پہلے والا عذاب اتنا سخت نہیں تھا، اسی لئے ﴿سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ فرمایا اور پھر بعد میں ﴿اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ فرما کر اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ قیامت سے قبل جو عذاب دیا گیا تھا، وہ تھا تو عذاب ہی مگر قیامت کے سخت عذاب کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھا۔

◉ امام فخر الدین رازیؒ اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں:

احتج أصحابنا بهذه الآية على إثبات عذاب القبر. قالوا: الآية تقضي عرض النار عليهم غدوا وعشيا، وليس المراد منه: يوم القيمة؛ لأنه قال: ﴿ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ وليس المراد منه أيضا: الدنيا؛ لأن عرض النار عليهم غدوا وعشيا ما كان حاصلا في الدنيا؛ فثبت أن هذا العرض إنما حصل بعد الموت وقبل يوم القيمة، وذلك يدل على إثبات عذاب القبر في حق هولاء، وإذا ثبت في حقهم ثبت في حق غيرهم؛ لأنه لا قائل بالفرق (بحوالہ تحفۃ الاحوذی:۹/۲۶۶ طبع جدید)

''ہمارے اَصحاب نے اس آیت سے عذابِ قبر کی دلیل پکڑی ہے، اُنہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ان (آلِ فرعون) پرصبح وشام آگ پیش کرنے کا تقاضا کرتی ہے، اور اس (پیشی) سے مراد نہ تو قیامت کا دن ہے، کیونکہ اس کے لئے ﴿ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ ''اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو (حکم ہوگا) کہ آلِ فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو۔'' فرمایا ہے: اور نہ ہی اس سے مراد دنیا (کا دن) ہے، کیونکہ صبح وشام ان پرآگ کی پیشی دنیا میں حاصل نہیں ہوئی۔ پس ثابت ہوگیا کہ بے شک یہ پیشی صرف اور صرف موت کے بعد اور قیامت سے پہلے ہی حاصل ہوگی اور یہ (آیت) ان فرعونیوں کے بارے میں عذابِ قبر کے برحق ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جب ان (فرعونیوں) کے بارے میں (عذابِ قبر) ثابت ہوگیا تو دوسروں کے بارے میں بھی ثابت ہوگیا۔ اس لئے کہ (اللہ تعالیٰ کا) فرمان سب کے لئے یکساں ہے۔''

◉ یہی بات حسن بن محمد نیسا پوریؒ بھی فرماتے ہیں:

وفي الآية دلالة ظاهرة على إثبات عذاب القبر، لأن تعذيب يوم

www.KitaboSunnat.com

القيمة يجيء في قوله: ﴿يَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ﴾ (ایضاً)

اس آیت میں اثباتِ عذابِ قبر کی واضح دلیل ہے، کیونکہ قیامت کے دن عذاب دینے کا (ذکر تو) اس فرمان میں ہے: ﴿وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ......﴾

◉ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

''ہر صبح و شام ان کی روحیں جہنم کے سامنے لائی جاتی ہیں۔ قیامت تک اُنہیں یہ عذاب ہوتا رہے گا، اور قیامت کے دن ان کی روحیں جسم سمیت جہنم میں ڈال دی جائیں گی، اور اس دن ان سے کہا جائے گا: اے آلِ فرعون! سخت، دردناک اور بہت تکلیف دہ عذاب میں چلے جاؤ۔ یہ آیت اہل سنت کے اس مذہب کی کہ عالم برزخ (یعنی قبروں) میں عذاب ہوتا ہے۔ بہت بڑی دلیل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، مترجم اُردو: ۵۲۹/۴)

◉ علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں:

ذهب الجمهور أن هذا العرض هو في البرزخ: ﴿وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ﴾ يدل دلالة واضحة على أن ذلك العرض هو في البرزخ (تفسیر درّ منثور: ۴۹۵/۴، قدیم)

''جمہور کا مذہب (یہ) ہے کہ بے شک (آگ پر) یہ پیشی برزخ ہی میں ہے۔ ﴿وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ﴾ واضح طور پر دلالت کررہا ہے کہ بیشک یہ (آگ پر) پیش کیا جانا برزخ ہی میں ہوتا ہے۔''

☜ منکرین عذابِ قبر کی طرف سے اس آیت پر عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آلِ فرعون صبح و شام قیامت تک صرف آگ پر پیش کئے جاتے رہیں گے، آگ میں ڈالے نہیں جائیں گے۔ آگ پر پیش کیا جانا اور آگ میں ڈالا جانا دونوں مساوی نہیں۔

وضاحت: منکرین عذابِ قبر آلِ فرعون کا آگ پر پیش کیا جانا تو مانتے ہیں، جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے، اب بات صرف اتنی ہے کہ کیا آگ پر پیشی عذاب ہے یا نہیں؟

اس بات کا فیصلہ ہر صاحبِ عقل بخوبی کرسکتا ہے۔ معمولی سی بھی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی دنیا کی آگ سے یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ آگ پر پیش کیا جانا عذاب ہے یا راحت؟

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«ناركم هذه التي يوقد ابن آدم جزء من سبعين جزء من حر جهنم.

www.KitaboSunnat.com

قالوا: والله إن كانت لكافية يا رسول الله؟ قال: فإنها فضلت عليها بتسعة وستين جزء كلها مثل حرها» (صحیح مسلم، رقم:۷۱۶۵، طبع دارالسلام)

''تمہاری یہ (دنیا کی) آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے، جہنم کی آگ کا سترہواں حصہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی: واللہ! اے اللہ کے رسول ﷺ (انسانوں کو جلانے کے لئے) یہی کافی تھی؟ آپؐ نے فرمایا: لیکن وہ تو دنیا کی آگ سے اُنہتر (۶۹) درجہ زیادہ گرم ہے اور اس کا ہر حصہ اس دنیا کی آگ کے برابر ہے۔''

اس اُنہتر گنا کم حرارت والی آگ کے سامنے جب ہم بیٹھتے ہیں (آگ میں داخل نہیں بلکہ صرف سامنے بیٹھے ہیں) تو اس کی تپش اور حرارت اس قدر ہوتی ہے کہ اس کی طرف دیکھا بھی نہیں جاتا، چہ جائیکہ آگ پر پیش کیا جائے۔ یہ بات آپ ان حضرات سے اچھی طرح پوچھ سکتے ہیں جو تنور یا کسی آگ کی بھٹی پر سخت گرمی میں کھڑے ہوکر کام کرتے ہیں یا پھر گوشت کو ہی لے لیں جسے آگ پر صرف پیش ہی کیا جاتا ہے پھر دیکھ لیں کہ گوشت کا کیا حال ہوتا ہے؟ جب ہماری اس دنیا کی آگ کا یہ حال ہے تو آخرت کی آگ جو اس سے اُنہتر درجہ زیادہ ہے، اس پر پیش ہونے والوں کا کیا حشر ہوتا ہوگا۔ العیاذ باللہ

سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ فرماتے ہیں:

''آگ پر پیش ہونا تو خود عذاب ہے، کیونکہ جہنم کے صرف پانی کا یہ حال ہے کہ ﴿وَإِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهُ﴾ (الکہف:۲۹) ''اگر وہ فریاد رسی چاہیں گے تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہرے بھون دے گا۔'' پس جب جہنم کے پانی کی گرمی اور تیزی اتنی ہے کہ اسکے قریب سے منہ جل جائے گا تو پھر آگ کا کیا کہنا؟ پیش ہونا تو خود عذاب ہے۔'' (عذابِ قبر کی حقیقت: ص ۳۰)

بالفرض چند لمحوں کے لئے مان بھی لیا جائے کہ آگ پر پیشی عذاب نہیں تو اب منکرین عذابِ قبر ہی بتائیں کہ اسے کیا نام دیں گے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے آلِ فرعون کی آگ پر اس پیشی کو ہی سوء العذاب قرار دیا ہے۔ (المومن:۴۵)

قبر میں ہونے والا عذاب کی بعض تفصیلات اوپر ذکر ہوئیں، اس کی مزید تفصیلات مضمون کے آخر میں فرامین نبوی ﷺ کے حوالے سے درج کی گئی ہیں۔ ان سطور میں ہم بخوفِ

www.KitaboSunnat.com

طوالت انہی آیات اور احادیث پر اکتفا کرتے ہیں، وگرنہ قرآنِ مجید☆ اور احادیثِ صحیحہ میں اس مسئلے پر دلائل کے انبار موجود ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عذابِ قبر برحق ہے بلکہ ایک حدیث تو صاف ان الفاظ میں ہے: «عذاب القبر حق»

''عذابِ قبر برحق ہے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم:۱۳۷۲)

عذاب قبر اور علماے سلف

آج بھی الحمدللہ اہل سنت کا موقف عذاب قبر کے برحق ہونے کا ہے اور جس کسی نے بھی ان کی اس مسئلے میں مخالفت کی ہے، اسے سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ملا۔ ذیل میں ہم اہل سنت کے چند ممتاز علما کی آرا بھی اثباتِ عذابِ قبر پر پیش کرتے ہیں:

◉ شارح صحیح مسلم امام نوویؒ فرماتے ہیں:

اعلم أن مذهب أهل السنة إثبات عذاب القبر، وقد تظاهرت عليه دلائل الكتاب والسنة: قال الله تعالىٰ ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا...... الآية﴾ وقد تظاهرت به الأحاديث الصحيحة عن النبي من رواية جماعة في مواطن كثيرة، ولا يمتنع في العقل أن يعيد الله تعالىٰ في جزء من الجسد ويعذبه، وإذا لم يمنعه العقل وورد الشرع به، وجب قبوله واعتقاده (المنهاج شرح صحیح مسلم:۳۸۵/۲،۳۸۶ درسی)

''جان لو! اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ عذابِ قبر برحق ہے اور اس پر کتاب وسنت کے واضح دلائل موجود ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا......﴾ وہ آگ ہے جس پر وہ (لشکرِ فرعون) صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں۔ ایسے ہی نبی ﷺ سے عذاب کے بارے میں بہت سی احادیثِ صحیحہ موجود ہیں، جنہیں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے بہت سے موقعوں پر بیان کیا ہے۔ یہ امر عقلاً بھی محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم کے کسی حصہ میں زندگی لوٹا دے اور اسے سزا دے اور شرع میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے۔ چنانچہ اس کو قبول کرنا اور اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔''

◉ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

☆ عذاب قبر اور قرآن مجید از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری 'محدث' نومبر ۲۰۰۰ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

www.KitaboSunnat.com

ومما ينبغي أن يعلم أن عذاب القبر هو عذاب البرزخ ، فكل من مات وهو مستحق للعذاب ، ناله نصيبه منه ، قُبِر أولم يُقبر ، فلو أكلته السباع أو حرِّق حتى صار رمادا أو نسف في الهواء أو صلب أو غرق في البحر ، وصل إلى روحه وبدنه من العذاب ما يصل إلى المقبور (کتاب الروح: ص ۵۶)

''اس امر کا علم رکھنا ضروری ہے کہ عذابِ قبر اصل میں عذابِ برزخ ہی کا دوسرا نام ہے۔ ہر مرنے والے کو جو عذاب کا مستحق ہو، اس کا حصہ پہنچ جاتا ہے، خواہ اسے قبر میں دفن کیا جائے یا نہ، اسے درندے کھا گئے ہوں یا وہ آگ میں جلا دیا گیا ہو، اس کی راکھ ہوا میں اُڑا دی گئی ہو یا وہ پھانسی دے دیا گیا ہو یا سمندر میں ڈوب مرا ہو۔ (ان سب حالات میں) اس کی رُوح اور اس کے بدن کو وہ عذاب پہنچ کر رہے گا جو قبر والوں کو ہوتا ہے۔''

◉ حافظ ابن حجرؒ صحیح بخاری کے باب ماجاء في عذاب القبر کے تحت لکھتے ہیں:

واكتفى بإثبات وجوده خلافا لمن نفاه مطلقا من الخوارج وبعض المعتزلة كضرار بن عمرو وبشر المريسي ومن وافقهما وخالفهم في ذلك أكثر المعتزلة وجميع أهل السنة وغيرهم (فتح الباری:۳/۲۹۶، دارالسلام)

''امام بخاریؒ نے یہاں صرف اثباتِ عذابِ قبر پر ہی اکتفا کیا ہے تاکہ اس سے ان خارجیوں اور معتزلہ کا ردّ کریں جنہوں نے مطلقاً عذابِ قبر کی نفی کی ہے، جیسے ضرار بن عمرو، بشر مریسی اور ان کے ہم خیال لوگ۔ البتہ اکثر معتزلہ اور اہل سنت نے اس مسئلے میں ان کی مخالفت کی ہے۔''

◉ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:

إثبات عذاب القبر وهو مذهب أهل السنة والجماعة ، وأنكر ذلك ضرار بن عمرو و بِشر المُريسي وأكثر المتأخرين من المعتزلة .

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ۶/۱۶۱)

''اہل سنت والجماعت کا موقف عذابِ قبر کے اثبات کا ہے، جب کہ ضرار بن عمرو اور بشر مریسی اور متاخرین معتزلہ میں سے اکثر نے اس کا انکار کیا ہے۔''

◉ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

ومن الإيمان باليوم الآخر الإيمان بكل ما أخبر به النبي ﷺ مما يكون

بعد الموت فيؤمنون بفتنة القبر وبعذاب القبر ونعيمه.

(شرح العقيدة الواسطية: ص۱۴۰)

''اور آخرت پر ایمان لانے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ نبی ﷺ نے موت کے بعد کے احوال کے متعلق جو بھی خبر دی ہے، ان سب پر ایمان لاتے ہوئے انسان فتنۂ قبر، عذابِ قبر اور ثوابِ قبر پر بھی ایمان رکھے۔''

◉ اُستاذِ محترم جناب ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

''احادیثِ رسولؐ پر سچے دل سے ایمان لانے کے بعد اب جو شخص بھی ان احادیث کا مطالعہ کرے گا تو وہ اس حقیقت کو پالے گا کہ قبر کا عذاب ایک حقیقت ہے۔ عذابِ قبر کا تعلق چونکہ مشاہدے سے نہیں بلکہ اس کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے، اس لئے حواس اس کا ادراک نہیں کرسکتے، بس یوں سمجھ لیں کہ جیسے فرشتوں، جنات، جنت اور دوزخ کو ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے کہنے سے تسلیم کرتے ہیں، اسی طرح عذابِ قبر کو بھی ہمیں تسلیم کرلینا چاہئے کیونکہ عذابِ قبر کے متعلق بے شمار احادیثِ صحیحہ موجود ہیں جو درجہ تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ ان احادیث کا انکار گویا قرآنِ کریم کے انکار کے مترادف ہے۔'' (عقیدۂ عذابِ قبر: ص۲۰)

◉ مولانا محمد یوسف لدھیانوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''پوری جزا سزا تو آخرت میں ہی ملے گی جب ہر شخص کا فیصلہ اس کے اعمال کے مطابق چکایا جائے گا، لیکن بعض اعمال کی کچھ جزا وسزا دنیا میں بھی ملتی ہے، جیسا کہ بہت سی آیات واحادیث میں یہ مضمون آیا ہے اور تجربہ ومشاہدہ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اسی طرح بعض اعمال پر قبر میں بھی جزا وسزا ہوتی ہے اور یہ مضمون بھی احادیثِ متواترہ میں موجود ہے۔''

آخر میں فرماتے ہیں:

''بہرحال قبر کا عذاب وثواب برحق ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس سے ہر مؤمن کو پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/۳۰۵)

خلاصہ نکات: مذکورہ بالا بحث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ

① قرآن وسنت کی نصوص کی روشنی میں جملہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کا لازمی حصہ ہے کہ عذابِ قبر کو برحق مانا جائے اور اس پر ایمان لایا جائے۔

www.KitaboSunnat.com

٢ موت کے بعد انسان جہاں کہیں بھی ہو اور جس حالت میں بھی ہو، اسے عذاب یا راحت پہنچتی ہے۔اس کے لئے قبر میں ہونا لازمی نہیں ۔

٣ عذابِ قبر کا انکار خوارج ،بعض معتزلہ اور ان کے بعض پیروکاروں نے کیا ہے، جب کہ یہ لوگ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور بالاتفاق گمراہ ہیں ۔

٤ عذابِ قبر کا تعلق مشاہدے سے نہیں بلکہ ایمان بالغیب سے ہے،اس لئے ہماری عقل اس کا اِدراک نہیں کرسکتی۔

٥ ہر مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ وہ عذابِ قبر سے پناہ مانگے ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

یاد رہے کہ اگر مرنے والا نیک ہو تو قبر اس کے لئے انعاماتِ اُخرویہ کا زینہ اوّل ثابت ہوتی ہے اور اگر وہ نافرمان ہو تو پھر قبر آخرت کے عذاب کا نقطہ آغاز بنتی ہے۔

عالم ’برزخ‘ سے کیا مراد ہے؟

اصطلاح میں بَرْزَخ اس مدت اور زمانے کا نام ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان ہے، یعنی موت کے وقت سے لے کر قیامت تک کا درمیانی ’وقفہ‘ برزخ کہلاتا ہے۔

عربی لغت کی مشہور کتاب ’الصحاح‘ کے مصنف علامہ جوہری فرماتے ہیں:

البرزخ الحاجز بين الشيئين والبرزخ ما بين الدنيا والآخرة من وقت الموت إلى البعث فمن مات فقد دخل في البرزخ (تفسیر قرطبی:١٢/١٣٥)

’’برزخ (لغت میں) اس رکاوٹ کا نام ہے جو دو چیزوں کے درمیان ہوتی ہے،جبکہ (اصطلاح میں) برزخ وہ عرصہ ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان ہے؛ موت کی گھڑی سے لے کر قیامت تک ۔پس جو شخص مرگیا وہ برزخ میں چلا گیا۔‘‘

امام ابن زیدؒ فرماتے ہیں:

البرزخ ما بين الموت إلى البعث (تفسیر طبری: ج١٨/ص٦٢)

’’برزخ موت اور قیامت کے درمیانی عرصے کو کہتے ہیں۔‘‘

برزخ کے متعلق چند ضروری باتیں: فوت شدہ انسان کے لئے برزخ ظرفِ زمان ہے،

مرنے کے بعد انسان عالم برزخ میں چلا جاتا ہے۔ جو میت چارپائی پر پڑی ہو، وہ بھی عالم برزخ میں داخل ہوچکی ہے، جس کو لوگ کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہوتے ہیں، وہ بھی عالم برزخ میں ہی ہے اور جس کو قبر میں دفن کردیا گیا ہو، وہ بھی برزخ میں ہے۔ الغرض فوت شدہ انسان جہاں اور جس حالت میں بھی ہو، وہ عالم برزخ میں ہی ہے کیونکہ موت کے وقت سے اس کا عالَم (زمانہ) تبدیل ہوگیا۔ پہلے وہ 'عالم دنیا' میں تھا اور اب وہ 'عالم برزخ' میں داخل ہوگیا ہے، اگرچہ وہ وہیں چارپائی پر ہی کیوں نہ پڑا ہوا ہو۔

- یاد رہے کہ وقت اور زمانے کی تبدیلی کے لئے جگہ کی تبدیلی ضروری نہیں مثلاً ایک شخص نے عصر کی نماز مسجد میں ادا کی اور پھر اسی مسجد اور اسی مصلیٰ پر ہی بیٹھا رہا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور مغرب ہوگئی تو وہ شخص وہاں بیٹھے بیٹھے ہی رات میں داخل ہوچکا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی مقام پر بیٹھا رہا اور اس نے کوئی جگہ نہیں بدلی لیکن زمانہ تبدیل ہوگیا۔ عصر کے وقت وہ دن میں تھا اور مغرب کے وقت رات میں پہنچ گیا۔ اسی طرح مرنے سے پہلے آدمی عالم دنیا میں ہوتا ہے اور مرنے کے بعد عالم برزخ میں چلا جاتا ہے خواہ چارپائی پر ہی کیوں نہ پڑا ہو یا جہاں بھی ہو، اب اس کا زمانہ تبدیل ہوگیا ہے۔
- برزخ والے دنیا والوں کے حالات سے بےخبر ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ اس وقت دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے اور ہمارے اہل وعیال پر کیا بیت رہی ہے، اگرچہ میت چارپائی پر ہی کیوں نہ پڑی ہو۔ بالکل ایسے ہی دنیا والوں کی مثال ہے کہ وہ بھی مرنے والے کے ساتھ ہونے والی کارروائی سے ناآشنا ہیں۔ فرشتے مرنے والے کی پٹائی کررہے ہوں یا اسے جنت کی بشارتیں سنا رہے ہوں یا میت چیخ وپکار کررہی ہو، أین تذھبون کی صدا یا قَدِّمُوْنِي قَدِّمُوْنِي پکار رہی ہو، دنیا والوں کو کچھ نظر نہیں آتا اور وہ سب اس ساری کارروائی سے بےخبر ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اب دونوں کا زمانہ مختلف ہے۔ ایک عالم دنیا میں ہے اور دوسرا عالم برزخ میں ہے۔ اختلافِ عالم کے سبب یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ دنیا والے برزخیوں کے حالات یا اہل برزخ دنیا والوں کے حالات سے آگاہ ہوسکیں۔
- عالم دنیا میں ہر انسان کو راحت ولذت اور عذاب وسزا کا پہنچنا ایک مسلم حقیقت ہے جس

سے کسی کو بھی انکار نہیں لیکن آپ دیکھیں کہ بسا اوقات انسان کو اس زمین کے بجائے فضاؤں (جیسے ہوائی جہاز وغیرہ) میں آرام یا سزا ملتی ہے۔ اب اس شخص کو دلیل بنا کر کسی نے بھی زمین پر ملنے والی سزاؤں کا انکار نہیں کیا کیونکہ اوّلاً زمین پر سزاؤں کا ملنا اَغلب واکثر ہے۔ ثانیاً: ہوائی سزا بھگتنے والا بھی بالآخر کسی نہ کسی وقت زمین پر آ ہی جائے گا۔ بعینہٖ عالم برزخ میں بھی ثواب وعذاب کا ملنا برحق ہے، خواہ کسی کو یہ زمینی گڑھے (قبر) میں ملے یا نہ ملے؟ جس فوت شدہ شخص کو یہ زمینی قبر نہ ملے، اسے دلیل بنا کر اس زمینی قبر میں ہونے والی کارروائی کا انکار کر کے کسی نئی قبر (جیسے فرقہ عثمانیہ نے برزخی قبر کا تصور پیش کیا ہے) میں عذاب یا ثواب دیے جانے کا نظریہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک برزخ میں ہونے والے عذاب کو عذابِ قبر کہنے کی بات ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اوّلاً قبروں میں مردوں کا دفن ہونا اَغلب واکثر ہے، ثانیاً: جنہیں فی الوقت قبر نہیں ملی، کسی تابوت یا چارپائی پر رکھا گیا ہے وہ بھی ایک نہ ایک دن اسی زمین میں چلے جائیں گے جو آخر کار ان کے لیے قبر بن جائے گی اور پھر حشر کے دن سارے اسی زمینی قبروں سے ہی اُٹھائے جائیں گے: ﴿مِنۡهَا خَلَقۡنَاكُمۡ وَفِيهَا نُعِيدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً أُخۡرَىٰ﴾ (طٰہٰ:۵۵) اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ (قیامت کے دن) ہم تمہیں نکالیں گے۔''

- عالم برزخ عالم آخرت ہی کا حصہ ہے، کتاب وسنت میں اس کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مؤمن بندے کی موت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: «وإن العبد المومن إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال الآخرة» (صحیح بخاری: رقم ۴۴۵۱)

''بے شک مؤمن بندہ جب دنیا سے کوچ کرنے لگتا ہے اور آخرت کی طرف روانہ ہوتا ہے۔''

ایک اور فرمانِ نبویؐ ہے: «ان القبر أول منزل من منازل الآخرة»

''بے شک قبر آخرت کی گھاٹیوں میں سے پہلے گھاٹی ہے۔'' (ترمذی، کتاب الزہد، رقم ۲۳۰۸)

معلوم ہوا کہ عالم برزخ عالم آخرت ہی کا حصہ ہے، اسی لئے عالم برزخ کو آخرت کا مقدمہ بھی کہا جاتا ہے۔ عالم آخرت یا عالم برزخ میں ہونے والی ساری کارروائی کا تعلق پردۂ

www.KitaboSunnat.com

غیب سے ہے، اور غیب کی خبروں کا علم وحی الٰہی کے بغیر ناممکن ہے، اس لیے بحیثیتِ مسلمان ہم سب پر ضروری ہے کہ احوالِ آخرت کے بارے جس قدر اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے ہمیں علم دیا ہے، اس پر بلا چوں چرا، من وعن بغیر کسی تحریف، تمثیل اور کیفیت کے ایمان لایا جائے، کیونکہ ربّ العالمین نے نیک لوگوں کی پہلی صفت ہی یہ بیان فرمائی ہے کہ ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ (البقرۃ:۳) ''وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔''

البتہ اس حد تک عالم برزخ کی کیفیت کا تذکرہ جو خود زبانِ رسالتؐ سے ہمیں علم ہوا ہے، اس کی تفصیلات ہم آگے اپنے مقام پر پیش کریں گے۔

قبر کیا ہے؟

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ میت کے لئے برزخ تو ظرفِ زمان ہے جبکہ قبر ظرفِ مکان ہے۔ تمام اہل سنت والجماعت کے نزدیک قبر زمین کے اسی حصہ کا نام ہے جس میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر مردہ انسان کے مدفن یعنی جائے دفن کو 'قبر' کہتے ہیں۔

لغت سے استدلال: لغت میں بھی انسان کے مدفن ہی کو قبر کہا گیا ہے، مثلاً دیکھیں: المنجد مادّہ قبر، مترادفات القرآن: ص۶۲۳، مفردات القرآن اُردو ص۸۲۰، فیروز اللغات ص۵۵۰ اور مصباح اللغات ص۶۵۴ وغیرہ

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ اپنی صحیح میں قبر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقول الله عزوجل: ﴿فأقبره﴾ أقبرت الرجل: إذا جعلت له قبرا وقبّرته: دفنته ﴿كفاتا﴾ يكونون فيها أحياء ويدفنون فيها أمواتا

''(سورۂ عبس میں) اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فَأَقْبَرَهُ﴾ (کی تشریح یہ ہے کہ یہ عرب کا محاورہ ہے) جب کوئی کسی کے لئے قبر بنائے، تو اس وقت کہتا ہے: أقبرت الرجل ''یعنی میں نے آدمی کی قبر بنائی'' اور قبَّرته کے معنی ہیں: ''میں نے اسے دفن کیا۔'' (سورۂ مرسلات میں) ﴿كِفَاتًا﴾ کے لفظ (کے معنی یہ ہیں) ''کہ زندگی بھی زمین ہی پر گزاروگے، اور مرنے کے بعد بھی اسی میں دفن ہوگے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء في قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما)

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ کریم سے بھی پتہ چلتا ہے کہ قبر سے مراد وہی گڑھا ہے، جو زمین میں کھودا جاتا ہے:

① ﴿وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ (التوبہ:۸۴)

''اور آپ ان (منافقین) میں سے کسی کی قبر پر کھڑے نہ ہوں۔''

② ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (الفاطر:۲۲)

''اور آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔''

③ ﴿كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ﴾ (الممتحنہ:۱۳)

''جیسے کفار اہل قبر سے مایوس ہو چکے ہیں۔''

④ ﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ﴾ (عبس:۲۱) ''پھر اسے موت دی، پھر اسے قبر میں دفن کیا۔''

⑤ ﴿وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ﴾ (الانفطار:۴) ''اور جب قبریں اُکھاڑ دی جائیں گی۔''

⑥ ﴿حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ (التکاثر:۲) ''یہاں تک کہ تم قبریں دیکھ لو۔''

⑦ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (الحج:۷)

''اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی قبر والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔''

⑧ ﴿أَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ﴾ (العادیات:۹)

''کیا وہ نہیں جانتا کہ جب قبروں میں جو کچھ ہے، وہ نکال لیا جائے گا۔''

تمام مفسرین کے نزدیک بالاتفاق قبر ، قبور اور مقابر سے مراد فوت شدہ انسان کی جائے دفن ہی ہے۔

احادیثِ نبویہؐ کی روشنی میں

جس طرح قرآنِ مجید میں لفظ 'قبر' کا اطلاق اسی معروف زمینی قبر پر کیا گیا ہے، ایسے ہی بے شمار احادیث ایسی ہیں جن میں 'قبر' کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ قبر سے مراد مردہ انسان کا مدفن ہی ہے۔ ذیل میں اسی سلسلے کی صرف چند احادیث بیان کی جارہی ہیں:

① عن أبي هريرة أن رسول اللهﷺ قال: «قاتل الله اليهود اتخذوا قبور أنبياء هم مساجد» (صحیح بخاری: کتاب الصلاۃ، رقم:۴۳۷)

''سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں کو اللہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ ہلاک کرے، انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) بنا لیا۔''

② عن جابر قال: «نهٰى رسول الله ﷺ عن تجصيص القبور»

(ابن ماجہ، کتاب الجنائز، رقم ۱۵۶۲، صححہ البانی)

''سیدنا جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے منع فرمایا۔''

③ عن أبي هريرة قال: زار النبي ﷺ قبر أمه فبكى وأبكى من حوله فقال: «استاذنت ربي في أن استغفرلها فلم يؤذن لي واستاذنته في أن أزور قبرها فأذن لي فزوروا القبور فإنها تذكر الموت» (صحیح مسلم: رقم ۹۷۶)

''سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے، خود بھی روئے اور گردوپیش لوگوں کو بھی رُلا دیا۔ پھر فرمایا: ''کہ میں نے اپنے ربّ سے اپنی والدہ کے حق میں استغفار کی اجازت چاہی، لیکن نہ ملی۔ پھر زیارتِ قبر کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی، چنانچہ قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ تمہیں موت یاد دلاتی ہیں۔''

لغتِ عرب، قرآنِ مجید کی آیات اور بے شمار احادیث سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ قبر سے مراد یہی زمینی گڑھا ہے۔ جب قبر سے مراد یہی زمینی قبر ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ اسی قبر میں نکیرین آتے ہیں، اسی میں سوال و جواب ہوتے ہیں، اس کے بعد پھر اسی قبر کو اعمال کے مطابق جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا بنا دیا جاتا ہے۔ اس قبر کے علاوہ کسی اور قبر کا دعویٰ کرنا، جیسا کہ بعض لوگوں نے 'برزخی قبر' کا دعویٰ کیا ہے، سراسر کتاب وسنت کے منافی ہے اور اتنا بودا اور کمزور ہے، جیسے تارِ عنکبوت۔

عذابِ قبر کی دو اقسام

❶ **دائمی عذاب:** اس سے مراد ایسا عذاب ہے جو موت سے لے کر قیامت تک کفار کو دیا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا آلِ فرعون کے متعلق ارشاد ہے:

﴿وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ○ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (المؤمن: ۴۵،۴۶)

''اور آلِ فرعون پر بُری طرح کا عذاب الٹ پڑا، آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح وشام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) آلِ فرعون کو سخت عذاب میں ڈال دو۔''

ایسے ہی قومِ نوح کے متعلق فرمایا:

﴿مِمَّا خَطِيٓـَٔاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَنصَارًا﴾ (نوح:۲۵) ''اور وہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈبو دیئے گئے پھر آگ میں داخل کر دیئے گئے ہیں پس نہ پایا انہوں نے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی مدد کرنے والا۔''

منافقین بھی اس دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی حدیث میں ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

«وإن كان منافقا قال سمعت الناس يقولون فقلت مثله لا أدري فيقولان: قد كنا نعلم أنك تقول ذلك . فيقال للأرض التئمي عليه فتلتئم عليه فتختلف فيها أضلاعه فلا يزال فيها معذبا حتى يبعثه الله من مضجعه ذلك» (جامع ترمذی: رقم ۱۰۷۱، حسنہ الالبانی)

''اگر مرنے والا منافق ہو تو وہ (فرشتوں کے سوال کے جواب میں) کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو (حضرت محمد ﷺ کے بارے میں) کچھ کہتے ہوئے سنا تھا پس میں بھی وہ کچھ کہتا تھا، اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: ہمیں معلوم تھا کہ تو جواب میں یہی کچھ کہے گا۔ پھر زمین کو (اللہ کی طرف سے) حکم دیا جاتا ہے: اسے جکڑ لے۔ پس قبر اسے جکڑ لیتی ہے اس کی ایک طرف پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پیوست ہوجاتی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ اسے اس کی قبر سے اُٹھا کھڑا کرے گا۔''

بعض کبائر کے مرتکب مسلمان بھی قبر کے دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے، جیسا کہ سیدنا سمرہ بن جندبؓ کی بیان کردہ ایک طویل حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ مکمل حدیث کے بیان کرنے سے تو یہ سطور قاصر ہیں، تاہم حدیث کا ایک ٹکڑا یہاں درج کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص سر کے بل لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص ایک بڑا سا پتھر لئے اس کے سر پر کھڑا تھا۔ اس پتھر سے وہ لیٹے ہوئے شخص کے سر کو کچل دیتا تھا۔ جب وہ اس کے سر پر پتھر مارتا تو پتھر سر پر لگ کر دور جا گرتا اور وہ اسے اُٹھا کر لاتا۔ ابھی پتھر لے کر واپس بھی نہیں آتا تھا کہ سر دوبارہ درست ہوجاتا۔ بالکل ویسا ہی، جیسا پہلے تھا، واپس آکر وہ اسے مارتا۔ (نبی کریم ﷺ کے استفسار پر فرشتے نے کہا کہ) ”فرجل علّمه الله القرآن فنام عنه

بالليل ولم يعمل فيه بالنهار يفعل به إلى يوم القيامة" (صحیح بخاری: رقم ۱۳۸۶)

''یہ وہ انسان تھا جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن وہ رات کو پڑا سوتا رہتا، دن میں ان پر عمل نہیں کرتا تھا، اسے یہ عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا۔''

❷ **وقتی عذاب:** حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''دوسری قسم کا عذابِ قبر وقتی ہے جو ہلکے گناہ والوں پر ان کے گناہوں کے مطابق ایک مقررہ وقت تک ہوتا ہے اور پھر موقوف ہوجاتا ہے، جیسا کہ گناہ گاروں کو ایک خاص وقت تک جہنم میں عذاب ہوگا اور پھر موقوف کردیا جائے گا۔ وقتی عذابِ قبر میت کے لئے دعاے استغفار یا اسکی اولاد کے صدقہ وغیرہ سے بھی موقوف ہوجاتا ہے۔'' (کتاب الروح، ص ۱۶۵)

عذابِ قبر کی مختلف صورتیں

کفار اور دیگر گناہ گاروں کو قبر میں ملنے والے عذاب کی مختلف صورتیں ہیں:

① **آگ کے لباس اور بستر کا عذاب:**

سیدنا براء بن عازبؓ سے مروی لمبی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''قبر میں کافر کی روح جب لوٹائی جاتی ہے تو «ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري. قال فيقولان: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري. قال: فيقولان له: ماهذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه هاه لا أدري؟ فينادي مناد من السمآء: أن كذب فأفرشوه من النار (وألبسوه من النار) وافتحوا له بابا إلى النار فيأتيه من حرِّها وسُمومها، ويُضيَّقُ عليه قبره حتى تختلف فيه أضلاعه، ويأتيه رجل قبيح الوجه قبيح الثياب مُنتن الريح فيقول: أبشر بالذي يسوء ك هذا يومك الذي كنت توعد فيقول: من أنت فوجهك الوجه القبيح يجيء بالشر. فيقول: أنا عملك الخبيث. فيقول: رب لا تقم الساعة»

(مسند احمد: ۲۸۸/۴، رقم: ۱۸۷۳۳ بطوله صحّحه الألباني)

''اور کافر کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے بیٹھا کر پوچھتے ہیں: ''تیرا ربّ کون ہے؟'' وہ کہتا ہے: ''ہائے افسوس! میں نہیں جانتا۔'' فرشتے پوچھتے ہیں: ''تیرا دین کون سا ہے؟''

کافر کہتا ہے: ''ہائے افسوس! میں نہیں جانتا۔'' فرشتے پوچھتے ہیں: ''وہ شخص جو تمہارے درمیان مبعوث کئے گئے تھے، وہ کون تھے؟'' کافر کہتا ہے: ''ہائے افسوس! میں نہیں جانتا۔'' آسمان سے منادی کی آواز آتی ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔ اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو، اسے آگ کا لباس پہنا دو، اس کے لئے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جہنم کی گرم اور زہریلی ہوا اسے آنے لگتی ہے۔ اس کی قبر اس پر تنگ کردی جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پیوست ہوجاتی ہیں۔ پھر اس کے پاس ایک بدصورت، غلیظ کپڑوں اور بدترین بدبووالا شخص آتا اور کہتا ہے: ''تجھے بُرے انجام کی بشارت ہو، یہ ہے وہ دن جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کافر کہتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ بڑا ہی بھیانک ہے۔ تو (میرے لئے) برائی کا پیغام لے کر آیا ہے، وہ جواب میں کہتا ہے: ''میں تیرے اعمال ہوں۔'' تب کافر کہتا ہے: اے میرے ربّ! قیامت قائم نہ کرنا۔''

② لوہے کے ہتھوڑوں سے مارے جانے کا عذاب:

سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«العبد إذا وضع في قبره وتُوُلِّيَ وذهب أصحابه حتى أنه ليسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فأقعداه فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل محمد ﷺ؟ فيقول: أشهد أنه عبد الله ورسوله، فيقال: اُنظر إلى مقعدك من النار اَبدلك الله به مقعدا من الجنة» قال النبي ﷺ «فيراهما جميعا، وأما الكافر أو المنافق فيقول: لا أدري كنت أقول ما يقول الناس، فيقال: لا دريت ولا تليت، ثم يضرب بمِطرقة من حديد ضربةً بين أذنيه فيصيح صيحة يسمعها من يليه إلا الثقلين» (صحیح بخاری: رقم ۱۳۳۸)

''جب بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس پلٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: ''تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟'' (یعنی محمد ﷺ کے بارے میں) بندہ کہتا ہے: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔'' پھر اسے کہا جاتا ہے: ''دیکھ جہنم میں تیری جگہ یہ تھی جس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں جگہ عنایت فرما دی۔'' چنانچہ وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا منافق (منکر نکیر کے جواب میں) کہتا ہے: ''مجھے

www.KitaboSunnat.com

معلوم نہیں (محمد ﷺ کون ہیں؟) میں وہی کچھ کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔'' چنانچہ اسے کہا جاتا ہے: ''تو نے (قرآن و حدیث کو) سمجھا، نہ پڑھا۔'' پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے اور وہ بُری طرح چیخ اُٹھتا ہے۔ اس کی آواز جن و انس کے علاوہ آس پاس کی ساری مخلوق سنتی ہے۔''

③ قبر کے شکنجے میں جکڑے جانے کا عذاب:

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی مکمل حدیث پانچ صفحات قبل ذکر ہو چکی ہے، جس میں ہے کہ «فيقال للأرض التئمي عليه فتلتئم عليه فتختلف أضلاعه» (ترمذی:۱۰۷۱)

''پھر زمین کو (اللہ کی طرف سے) حکم دیا جاتا ہے کہ اسے جکڑ لے، پس وہ اسے جکڑ لیتی ہے۔ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ الخ''

④ سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے کا عذاب:

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وإن كان من أهل الشك قال: لا أدري سمعت الناس يقولون شيئا فقلته فيقال له: على الشك حييتَ وعليه متَّ وعليه تُبعث . ثم يفتح له باب إلى النار وتسلط عليه عقارب وتنانين لو نفخ أحدهم على الدنيا ما أنبتت شيئا تنهشه وتؤمر الأرض فتنضم عليه حتى تختلف أضلاعه»

(مجمع الزوائد:۳/۵۲، الترغیب والترہیب)

''اور مردہ (اللہ اور رسولؐ کے متعلق) شک کرنے والوں میں سے ہو تو وہ (منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں) کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا تھا اور میں نے بھی وہی بات کہی۔ اسے کہا جاتا ہے کہ شک پر تو زندہ رہا، شک پر ہی تیری موت ہوئی اور شک پر ہی تو دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔ پھر اس کی قبر کے لئے جہنم کی طرف سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس پر اس قدر زہریلے بچھو اور اژدہا مسلط کر دیے جاتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک زمین پر پھونک مار دے تو کوئی چیز پیدا نہ ہو۔ چنانچہ وہ بچھو اور اژدہے اسے کاٹتے رہتے ہیں۔ زمین کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس پر تنگ ہو جا، چنانچہ (زمین اس پر اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ) اسکی ایک طرف کی پسلیاں دوسری پسلیوں میں دھنس جاتی ہیں۔'' العیاذ باللہ

www.KitaboSunnat.com